

(مولانا) محمد یوسف خان

استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

عید کا خطبہ

آئیے عید الفطر سنت کے مطابق گزاریں

دین اسلام نے دو تہوار مقرر کئے ہیں۔ عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ان کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ حدیث میں ہے جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگ دودن کھیل کود میں گزارتے ہیں، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، یہ لوگ دودن کیا کرتے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا ہم زمانہ جاہلیت میں ان دنوں میں تہوار منایا کرتے تھے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دنوں دنوں کی بجائے تم مسلمانوں کو ان سے بہتر دن عنایت فرمائے ہیں، ایک عید الفطر، دوسرا عید الاضحیٰ (ابوداؤد)

ارشاد نبوی ﷺ ہے جو شخص دونوں عیدوں کی رات میں حصول ثواب کی نیت سے (عبادت کے لئے) جاگے گا تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا، جس دن عام لوگوں کے دل مُردہ ہوں گے (ابن ماجہ) یعنی قیامت کے دن ایسے آدمی کا دل زندہ رہے گا، ورنہ عام طور پر اس دن لوگوں کے دل مُرجھائے ہوئے ہوں گے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص شعبان کی پندرہویں شب اور عید الفطر کی رات اور ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں، دسویں راتوں میں عبادت کی غرض سے جاگے، اس کے لئے جنت واجب کر دی جائے گی (اصہبانی)

عید کے دن کی فضیلت:

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ عید الفطر کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے متعلق اپنے فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ اے میرے فرشتو! اس مزدور کا صلہ کیا ہے جو اپنی محنت کا پورا پورا حق ادا کر چکا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، اے رب اس کا صلہ تو یہی ہے کہ اس کی محنت کا پورا پورا معاوضہ دیدیا جائے۔

فرشتوں کے اس جواب پر اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں: اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بنا کر اعلان کرتا ہوں کہ میں نے رمضان کے روزے رکھنے والوں اور تراویح اور نوافل میں قیام کر نیوالوں کا ثواب اپنی رضا اور

مغفرت کو قرار دیا ہے، انہوں نے میرا فرض ادا کیا (روزہ رکھا) اس کے بعد نماز عید کے شوق میں میری تعریف کرتے ہوئے عید گاہ گئے، لہذا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم! کہ ان کی خطاؤں سے درگزر کروں گا، اور ان کے عیبوں کو چھپاؤں گا، جو دعا کریں گے ان کو شرف قبولیت بخشوں گا۔

اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے: اے میرے بندو! واپس جاؤ، میں نے تمہیں بخش دیا، اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگ اپنے گھروں کو اس حالت میں واپس ہوتے ہیں کہ ان کے گناہوں کی معافی کا اعلان ہو چکا ہوتا ہے (نبہتی)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہر قوم کے لئے عید ہے اور یہ ہماری عید ہے“ (نبہتی)

سوال: پہلی امتوں میں عید کب ہوتی تھی؟

جواب: پہلے انبیاء کی امتیں بھی کسی نہ کسی شکل میں عید منایا کرتی تھیں مثلاً: آدم علیہ السلام کی امت اس دن عید مناتی تھی جس دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت اس دن عید مناتی تھی جس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کی آگ سے نجات ملی۔ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم اس دن عید مناتی تھی جس دن حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم اس روز عید مناتی تھی جس دن آسمان سے مائدہ نازل ہوا تھا۔ عرب بھی سال میں مختلف تہوار مناتے تھے، جن میں جُوا، شراب نوشی، شعر و شاعری، رقص و سرور کی محفلیں آراستہ و پیراستہ کی جاتی تھیں، یہ اسلام کا فیض ہے کہ اس نے ان تقریبات کو ایک نئے سانچے میں ڈھال دیا، اور اعلان کیا کہ تمہیں چاہیے کہ رمضان کے روزوں کی گنتی پوری کرو، اور اس انعام پر اللہ نے تمہیں ہدایت سے نوازا ہے، لہذا اس کی کبریائی بیان کرو، ممکن ہے اس عمل سے تم شکر گزاری کو اپنا شیوہ بنا سکو۔

حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک عید کی کیا حقیقت تھی؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو ذکر الہی، حمد و ثناء، اور عظمت و بزرگی کے بیان سے زینت دو“ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”شوال کی پہلی تاریخ کو روزہ سے نہ رہو، یعنی عید کے دن کھاؤ پیو اور خدا کی نعمتوں کا شکر یہ ادا کرو“ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”عید الفطر نام ہے صدقہ فطر ادا کرنے اور نماز پڑھنے کا“

شوال کے روزے:

ان روزوں کی بڑی فضیلت ہے حدیث میں ہے: ”کہ جو شخص رمضان کے روزے رکھنے کے بعد چھ روزے شوال میں رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ یا سال بھر روزے رکھے (صحیح مسلم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے بعد پاک تھا۔ (طبرانی، اوسط)

نسائی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نیکی کو دس نیکیوں کے برابر کیا ہے، پس ایک مہینہ (رمضان) تو دس مہینوں کے برابر ہو گیا اور عید الفطر کے بعد چھ روزوں سے سال پورا ہو گیا۔

رمضان کے روزے تو دس مہینوں کے برابر ہو گئے، اور اس کے بعد چھ روزے (شوال کے) دو مہینوں کے برابر ہیں (ابن خزیمہ)

شوال کے یہ چھ روزے عید الفطر کے فوراً بعد یا ایک ساتھ رکھنے ضروری نہیں بلکہ پورے شوال کے مہینہ میں چھ روزے رکھنے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عید کی حقیقی خوشی عطا فرمانے سے پہلے رمضان کے روزے فرض کیے ایک ماہ تک دن بھر کھانے پینے سے روکا، نفس کی مخصوص خواہشات پورا کرنے سے منع کر دیا اور مقصد یہ بتایا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (تا کہ تم پر ہیزگار ہو جاؤ) جب اللہ تعالیٰ کے حکم کو اس کے حقوق و آداب کے ساتھ پورا کر دیا تو روزہ دار کے دل میں نورِ تقویٰ پیدا ہو گیا اسی عظیم نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے مسلمان عظیم اجتماع کے ساتھ دو رکعت نماز عید پڑھ کر شکر خداوندی ادا کرتا ہے غرباء کو صدقہ فطر ادا کر کے اپنے روزہ کی کوتاہیوں کو مٹانے کے ساتھ ساتھ ان محتاج افراد کو بھی عید کی خوشیوں میں شریک کرتا ہے۔ اس حقیقی خوشی کا لطف وہی خوش نصیب روزہ دار جانتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مکمل روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس عید کا نام رسول اللہ ﷺ نے ”عید الفطر“ رکھا یعنی روزہ کھولنے کی عید اب جس شخص نے روزہ رکھا ہی نہیں اسے روزہ کھولنے کی خوشی کیا ہوگی اور دوسری طرف اگر روزہ رکھنے والوں نے عید کو اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کو پورا کر کے منایا

تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ رمضان المبارک کے روزے رکھ کر نفس کی تربیت میں کمی رہ گئی یا عید کی خوشی منانے والے کا دل اس نورِ تقویٰ سے بالکل خالی ہے اور وہ شخص عید کی خوشیاں محض رسمی طور پر منانے میں مشغول ہے۔

سنت نبوی ﷺ کے مطابق عید الفطر کس طرح منائی جائے؟

جب ہمیں اسلام نے عید الفطر کی خوشیاں عطا فرمائیں تو ان خوشیوں کو اسی طرح منانا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خوشی کے یہ لمحات گزارے۔ احادیث کی روشنی میں عید الفطر کے ان اعمال کو ترتیب سے ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ہر مسلمان ان کو سنت نبوی ﷺ سمجھ کر ادا کرے، اس لیے کہ ان میں سے اکثر کام عام مسلمان کرتا ہے لیکن ذہن میں قطعاً یہ نہیں ہوتا کہ یہ آپ ﷺ کی سنت ہے۔

(1) عید کے دن صبح جلدی بیدار ہونا۔ (2) مسواک کرنا

(3) غسل کرنا۔ حضرت خالد بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ عید الفطر، یوم النحر اور یوم عرفہ کو غسل فرمایا کرتے تھے۔

(4) عمدہ کپڑے پہننا جو پاس موجود ہوں۔ رسول اللہ ﷺ عید کے دن خوبصورت اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے، آپ ﷺ کبھی سبز و سرخ دھاری دار چادر اوڑھتے یہ چادر یمن کی ہوتی جسے بُردِ یمانی کہا جاتا ہے (مدارج النبوة)

(5) عید کے دن زیب و زینت اور شریعت کے موافق آرائش کرنا مستحب ہے (مدارج النبوة)

مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں ”لوگ کپڑوں کا بہت اہتمام کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض قرض لے کر نئے کپڑے بنواتے ہیں، بعض

مستعار (ادھار مانگ کر) پہنتے ہیں۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں بلکہ سنت یہ ہے کہ ہر شخص کے پاس

موجود کپڑے ان میں سے جو اچھے ہیں وہ پہنے۔ (زوال السنۃ عن اعمال السنۃ: ص: ۳۲)

(6) خوشبو لگانا۔ (7) عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا۔

رسول اللہ ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے

تھے ان کی تعداد طاق ہوتی تھی یعنی تین، پانچ، سات۔ لیکن آپ ﷺ عید الاضحیٰ کے دن نماز سے واپس آنے سے پہلے کچھ نہ کھاتے، عید کی نماز پڑھ کر قربانی کر لیتے پھر قربانی کے گوشت میں سے کچھ تناول فرماتے۔

(بحوالہ جامع ترمذی، ابن ماجہ، مدارج النبوة)

بعض لوگ سویاں پکانا ضروری خیال کرتے ہیں یہ بھی غلط ہے بلکہ جو چاہے پکائے اور چاہے نہ پکائے شرع میں اس (سویاں پکانے کی) تخصیص کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (بحوالہ زوال السنۃ عن اعمال السنۃ: ص: ۳۲)

(8) عید گاہ جانے سے قبل صدقہ فطر دے دینا۔ صدقہ فطر ہر مسلمان عاقل، مرد عورت پر واجب ہے جب کہ وہ زکوٰۃ کے نصاب کا مالک ہو چاہے اس پر سال نہ گزرا ہو۔ اپنی طرف سے اپنے نابالغ بچوں کی طرف جو زیر کفالت ہوں نصف صاع (یعنی پونے دو کلو) گندم یا اس کی قیمت ادا کرنا۔

(9) عید گاہ جلدی جانا۔

(10) عید گاہ میں نماز عید ادا کرنا۔ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ نماز عید گاہ (میدان) میں ادا فرماتے تھے۔ (صحیح مسلم و صحیح بخاری)

ڈاکٹر عبدالحی عارفی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ: یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عید کے لیے میدان میں نکلنا مسجد میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ باوجود اس فضل و شرف کے جو آپ کی مسجد شریف کو حاصل ہے نماز کے لیے عید گاہ (میدان) میں باہر تشریف لے جاتے تھے لیکن اگر کوئی عذر لاحق ہو تو جائز ہے (اسوۃ رسول اکرم ﷺ ص: ۴۰۶)

جیسا کہ ایک مرتبہ عید کے روز بارش ہو رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز مسجد میں پڑھائی۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ)

(11) رسول اکرم ﷺ جس راستہ سے عید گاہ تشریف لے جاتے اس سے واپس تشریف نہ لاتے

بلکہ دوسرے راستہ سے تشریف لاتے (بخاری، ترمذی)

(12) رسول اکرم ﷺ عید گاہ تک پیدل تشریف لے جاتے۔ (سنن ابن ماجہ، ترمذی)

اس پر عمل کرنا سنت ہے بعض علماء نے مستحب کہا ہے۔ (اسوۃ رسول اکرم ﷺ ص: ۴۰۷)

(13) رسول اکرم ﷺ نماز عید الفطر میں تاخیر فرماتے اور نماز عید الاضحیٰ کو جلد ادا فرماتے۔

(مشکوٰۃ باب صلوة العید)

(14) عید الفطر میں راستہ چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے۔ (عید الاضحیٰ میں باواز بلند کہنا چاہیے)

تکبیر کے کلمات یہ ہیں۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد

یہ بات عام ہے کہ نماز عید کے بعد آپس میں مصافحہ اور معانقہ کرتے ہیں اور اس کو ضروری خیال نہ کیا جائے۔ ہاں جو لوگ باہر سے آتے ہیں اگر ان سے بوجہ ملاقات اور دنوں کی طرح اس روز بھی معانقہ یا مصافحہ کیا جائے کوئی حرج نہیں ہے۔

عید کے روز ایک دوسرے کو کلمات تہنیت (مبارک باد کے کلمات) دینا یا اس کے ہم مضمون لفظ سے جیسا کہ عید مبارک کہنا وغیرہ جائز اور فی الجملہ مستحب ہے بشرطیکہ بطور رسم کی پابندی کے ساتھ نہ ہو۔

(زوال السنۃ عن اعمال السنۃ: ص: ۳۴)

اللہ رب العزت ہم سب کو عید الفطر رسول اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔